رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

# الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے



میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

## فہرست مضامین



جلد ۴ | ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۶ء | سہ شنبہ | مطابق ۲ محرم ۱۳۳۵ہجری | نمبر ۳۴

## مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح بخیریت ہیں۔ درس قرآن کریم روزانہ ہوتا ہے۔ اُمید ہے کہ عنقریب درس کے شائع ہونے کا انتظام ہو جائیگا۔

مسلم کا درس بھی بعد از نماز فجر ہوتا ہے۔

موسم میں دن بدن تغیر واقعہ ہو رہا ہے۔ اور رات کو خاصی سردی ہوتی ہے۔

چند دن ہوئے۔ منشی نور محمد صاحب ہیڈ کلرک دفتر سکرٹری کا نکاح ثانی مولوی محمد موسیٰ صاحب سنوری کی لڑکی اختر النساء سے پانچ سو روپیہ مہر پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

## اخبار احمدیہ

### مولوی محمد علی صاحب سے مکالمہ

چودہری عبد اللہ خان صاحب نمبردار بہلول پور کو چند دن ہوئے۔ لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں مولوی محمد علی امیر پیام سے جو ان کی گفتگو ہوئی وہ ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ جس سے احباب اندازہ فرمالینگے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے اخلاق کیسے گر گئے ہیں۔ اور جب کسی بات کا کچھ جواب نہیں بن پڑتا۔ تو کس قسم کی باتوں پر اتر آتے ہیں۔ چودہری صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ نے مولوی محمد احسن صاحب کی کتاب القول الممجد پڑھی ہے۔ مینے عرض کی کہ مولوی صاحب کی کتاب اور آپ کی النبوۃ فی الاسلام دونوں پڑھی ہیں۔ یہاں سے سلسلہ سوال جواب کا شروع ہوتا ہے۔ اسواسطے میں قال۔ اقول کے عنوانوں سے سوال و جواب لکھتا ہوں۔

**مولوی صاحب قال۔** مولوی محمد احسن صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب احمد نہیں ہیں۔

**میں۔ اقول۔** مولوی محمد احسن ہوں یا مولوی محمد علی صاحب ہوں۔ حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں ہم کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ حضرت صاحب نے صاف طور پر فرمایا ہے۔ نیز الہامات میں بکثرت احمد کا لفظ آیا ہے

احمد آخر زماں نام من است ۔ آخریں جام ہمیں جام من است

آپ نے جماعت کا نام احمدی رکھا۔ اور احمد کے نام پر بیعت لیتے رہے۔ ایسے زبردست اور بین دلائل کی موجودگی میں ہم نہ احسن کی پرواہ کرتے ہیں نہ محمد علی کی۔

**قال۔** ایسے احمد اُمت محمدیہ میں بہت ہوئے ہیں۔ احمد سرہندی احمد بریلوی وغیرہ۔ ان میں مرزا صاحب کی خصوصیت نہیں ہے

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا)

**اقول** - احمد بہت ہوئے ہیں مگر کسی احمد نام والے نے یہ نہیں کہا کہ

احمد آخر زمان نام من است
آخریں جام ہمیں جام من است

اگر کسی کے کلام میں یہ الفاظ آپ دکھلا دیویں - تو پھر میں منظور مان لونگا کہ اس میں حضرت مرزا صاحب کی کوئی خصوصیت نہیں ہے ؛

**قال** - میں تم سے پوچھتا ہوں کہ حضرت سید احسن نے اپنی کتاب میں تین باتیں لکھی ہیں :-

(۱) مرزا صاحب کا نام احمدؐ نہ تھا (۲) مرزا صاحب نبی نہ تھے (۳) میرزا صاحب کے منکر کافر نہیں ہیں - تم ان تین باتوں کو مانتے ہو یا نہیں - ہاں یا نہ میں جواب دو ؛

**اقول** - مینے کہا کہ ان تینوں کو غلط مانتا ہوں ؛

**قال** - تم ایک وقت حضرت احسن کو فرشتہ مانتے تھے یا نہیں؟

**اقول** - مینے کہا آپ ہی فرماویں کہ آپ بھی ان کو اس وقت فرشتہ مانتے تھے یا نہیں - اسپر دو تین دفعہ تکرار کے بعد آپنے فرمایا - کہ ہم بھی فرشتہ مانتے تھے - تب مینے عرض کیا کہ اسی فرشتہ کو آپنے قبل ازیں جب تک وہ ہمارا ہمخیال تھا - اپنے اخبار پیغام میں مولوی کہا نکلا - مولوی تنگے ہوگئے - بڈھے کی عقل ماری گئی - اسکے حواس قائم نہیں وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یاد فرمایا یا نہیں ؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ بھی غلطی کرسکتا ہے - کیونکہ جسکو آپ ایک وقت میں فرشتہ مانتے تھے - اُسی کو دوسرے وقت میں آپ نے غلطی خوردہ - بیچارہ [illegible] - پیر فرتوت وغیرہ کہکر اسکے اثر کو کم کرنے کی کوشش کی [illegible] وقت آپکے نزدیک فرشتہ نہ رہا ؛

**قال** - اسوقت اس [illegible] - اور اب اس نے اپنی غلطی کی اصلاح کرلی ؛

**اقول** - پس اس فرشتہ کی شہادت آپکے مسلمات کی بنا پر قابل سند نہ رہی - جو شخص ایک وقت میں غلطی کرسکتا ہے - وہ دوسرے وقت میں بھی غلطی کرسکتا ہے - ہم کہتے ہیں - اُس نے پہلے صحیح کیا - اور اب غلط کیا ؛

**قال** - مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کس پر پوری ہوئی ؛

**اقول** - حضرت مرزا صاحب پر ؛

**قال** تمہارے نزدیک حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احمد ہیں یا نہیں - مختصر طور پر ہاں یا نہ میں جواب دو ؛

**اقول** - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمد نہ تھا - ہاں صفت احمدؐ کے آپ مظہر اتم ہیں - اور آپسے بڑا احمد کوئی ہوا نہ ہوگا - مگر نام آپ کا محمد تھا صلے اللہ علیہ وسلم - جیسا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے نام محمد آپ کا رکھا - کلمہ محمدؐ کے نام پر پڑھا گیا - قرآن شریف میں محمد رسول اللہ کرکے خدا تعالیٰ نے پکارا ؛

**قال** - آنحضرتؐ نے فرمایا - لی خمسۃ اسماءٌ - انا محمد انا احمد - وانا ماحی وانا حاشر وغیرہ ؛

**اقول** - یہ نام صفاتی ہیں - ذاتی نہیں ہیں - ایک شخص کے پانچ نام نہیں ہوسکتے - اسپر حاضرین مجلس نے شور ڈالدیا - اور ہر ایک طرف سے آوازیں آنے لگیں - میرے تین نام ہیں - دوسرا امیر بولا میرے دو نام ہیں - تیسرا میرے چار نام ہیں - تین نام والے ماسٹر فقیر اللہ صاحب بولے - میرے نام فقیر اللہ - فقیر بخش فقیریا ہیں - مینے کہا کہ دراصل یہ ایک ہی نام ہے تین نہیں ہیں - غریب ہوا تو فقیریا بنگیا - امیر ہوا تو فقیر اللہ - یہ بھی مینے تعجب سے دیکھا کہ ہر ایک سوال کا جواب دینے پر حاشیہ نشینوں کی ناسمی تعداد سوال کرنے لگ جاتی تھی - مینے ہر بار انکو کہا کہ آپکے امیر موجود ہیں - آپ لوگوں کو ان پر اعتبار کرنا چاہیئے - مگر کون سنتا تھا - ہر بار یہی حال رہا - ایک بولتا تھا کہ میرے سوال کا جواب دو - دوسرا میرے سوال کا جواب دو - سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام فرماتے تھے - سیدھی طرح سے جواب دو ؛

**قال** - اچھا آنحضرتؐ صفت احمدیہ کے مظہر اتم لی خمسۃ اسماءٌ میں اسمہٗ نام آیا ہے - مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہٗ احمد میں اسمہٗ احمد آیا ہے - پس احمد کی پیشگوئی صفت احمدیت کے لحاظ سے آپکے وجود پر پوری ہوگی ؛

**اقول** - صفت کے لحاظ سے اس پیشگوئی کا آپ پر صادق آنا ہم مانتے ہیں - مگر یہاں اسمہٗ احمد میں نام کی خصوصیت ہے، اور نام وہی ہوتا ہے - جو کسی کا معروف ہو - آپ کا عرف احمد نہیں - وہ صرف حضرت مرزا صاحب کا ہے - اور آپنے خود [illegible] لکھا ہے کہ یہ پیشگوئی میرے پر صادق آتی ہے - اب کسی کا کیا حق ہے کہ اسکو آپکے حق میں نہ سمجھے -

(**نوٹ**) اسکے بعد گفتگو بند ہوگئی - اور مولوی صاحب نے میرا بایاں ہاتھ پکڑ کر کہا کہ :-

تینوں کس بیوقوف نے آکھیا ای - محمد رسول اللہ دا نام احمد نہیں (یعنی تجھے کس بیوقوف نے کہا ہے کہ محمد رسول اللہ کا نام احمد نہیں) تینوں کس اُلو نے آکھیا ای - محمد رسول اللہ دا نام احمد نہیں - (تجھے کس اُلو نے کہا ہے کہ محمد رسول اللہ کا نام احمد نہیں) تب مینے مولوی صاحب سے عرض کی - کہ آپکے اخلاق کا بہت اچھا موازنہ ہوگیا ہے - انہیں اخلاق پر آپ مسیح موعود کے جانشین ہونے کا دعوے کرتے ہیں - معاف فرمایئے میں اس کا جواب نہیں دونگا - پھر مولوی صاحب نے کھسیانے ہوکر اسی طرح میرے ہاتھ کو جھٹکا دیکر فرمایا - کس اُلو بیوقوف نے آکھیا ای - محمد رسول اللہ دا نام احمد نہیں - تب مینے بھی تنگ ہوکر کہا - تینوں کس اُلو نے کہیا ای - مرزا صاحب دا نام احمد نہیں - تینوں کس بیوقوف نے کہیا کہ مرزا صاحب دا نام احمد نہیں - ان الفاظ کو مینے بھی مولویصاحب کیطرح دو تین دفعہ زور سے دُہرایا - تب مولوی صاحب نے شرمندہ ہوکر کہا میں مرزا صاحب کو احمد مانتا ہوں - پھر مینے کہا جھگڑا ختم ہوگیا - اسپر لاہور کے پاک ممبروں میں سے ایک جو کہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کے سکرٹری بھی ہیں - کھڑے ہوگئے - اور فرمایا - اُٹھ اوئے میاں اُٹھ - ایتھے بین کی آیا سائیں ؛ تب میں اُٹھ کھڑا ہوا اور مینے کہا - ان اخلاق پر تم لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیتے ہو - تمہیں شرم کرنی چاہیئے - ایک شخص جو تمہارے پاس حق کے لئے آیا - تم اسکو گالیاں دیتے ہو اور بے عزت کرتے ہو - اور پھر اشاعت اسلام کا دعوے کرتے ہو - سب شرمندہ ہوکر خاموش ہوگئے ؛

**نماز جنازہ**

مولوی غلام رسول صاحب وزیر آبادی جہلم سے اطلاع دیتے ہیں کہ انکی اہلیہ کا ۲۲ - اکتوبر ۱۹۱۶ء کو انتقال ہوگیا - انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ ایک شیر خوار لڑکی نو دس ماہ کی عمر کی اور دوسری قریباً ساڑھے تین سال کی بچی چھوڑ گئی ہیں - احباب جماعت مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھیں مولویصاحب معزز معاصرین فاروق - صادق وغیرہ سے بھی خواہش کرتے ہیں کہ جنازہ کے لئے اپنے اپنے محلہ میں درج کردیں ؛

الفضل بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان - ۳۱ر اکتوبر ۱۹۱۶ء

# ترک کیوں مِٹ رہے ہیں؟

## شامتِ اعمال کی وجہ سے

(نمبر اوّل)

خدا تعالیٰ جس قوم پر اپنے انعامات نازل کرتا ہے۔ اُس سے اس وقت تک وہ انعامات چھینے نہیں جاتے۔ جب تک وہ خود ہی اپنی بدبختی سے انکو ردّ نہ کردے کیونکہ خدا تعالیٰ کے خزانے غیر محدود اور اسکی قدرت بہت وسیع ہے۔ وہ اِس بات سے بے نیاز ہے۔ کہ کسی کو کچھ دیکر بغیر کسی خاص وجہ کے اس سے واپس بھی لے لے۔ ہاں جب خدا تعالیٰ دیکھتا ہے۔ کہ فلاں قوم جس پر کہ مینے انعام واکرام کئے ہیں۔ اپنی نالائقی کی وجہ سے ان انعامات کی قدر پہچاننے کے قابل نہیں رہی۔ بلکہ انکی سخت ناقدری کر رہی ہے۔ تو اس وقت وہ اپنا ہاتھ انکی طرف سے کھینچ لیتا اور کسی دوسری مستحق قوم کی طرف بڑھا دیتا ہے۔ دنیا میں کبھی کوئی ایسا وقت نہیں آیا۔ کہ ایک ایسی قوم جو خدا تعالیٰ کے انہی قوانین پر عمل پیرا ہو۔ جن کی وجہ سے اسے انعامات حاصل ہوئے تھے۔ لیکن وہ ان سے محروم کر دی جائے۔ بلکہ جس قوم پر بھی ذلت اور ادبار کی بلا نازل ہوئی ہے۔ وہ وہی قوم ہوئی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستہ سے منحرف ہو گئی ہے جب سے دنیا کا کارخانہ چلا ہے۔ اسوقت سے لیکر اس وقت تک ایک بھی نظیر اس قسم کی نہیں ملسکتی۔ کہ کوئی قوم تقویٰ و طہارت نیکی اور صلاحیت میں ترقی کر رہی ہو یا یہ صفات اُس میں پائی جاتی ہوں۔ لیکن اس کے انعامات میں ترقی نہ ہوئی ہو یا اُس سے چھین لئے گئے ہوں ٭

مُسلمانوں سے خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا۔ کہ تمہیں ترقی اور کامیابی نصیب ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا اور جس طرح خدا تعالیٰ کے تمام انعامات غیر محدود ہوتے ہیں۔ اسی طرح مُسلمانوں کے لئے بھی غیر محدود تھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے کوئی حد بندی نہیں کی تھی۔ اور نہ یہ فرمایا تھا۔ کہ تمہیں فلاں حد تک ترقی حاصل ہو گی۔ اور اس سے آگے نہیں۔ بلکہ یہی فرمایا تھا کہ جسقدر بھی تم زیادہ پاکیزگی اور صلاحیت پیدا کرو گے اُسیقدر زیادہ رُتبہ اور مرتبہ بھی حاصل کرتے جاؤ گے۔ چنانچہ مُسلمانوں نے اس وعدہ کے مطابق ترقی کرنی شروع کی۔ اور اس وقت تک ترقی ہی کرتے گئے۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے صراط مستقیم پر قائم رہے۔ اُنکی پہلی اور پچھلی حالت میں زمین و آسمان کا فرق ہو گیا۔ ابتدائی حالت میں وہ بے کس اور کمزور تھے۔ لیکن انتہائی حالت یہ تھی کہ بڑے بڑے بادشاہ انکے نام سے کانپنے لگے۔ اول اول انہیں جاہل اور وحشی کہا گیا۔ لیکن بہت ہی جلدی وہ وقت آ گیا۔ جبکہ وہ تمام دُنیا کے اُستاد کہلائے۔ انکی ترقی کی رو میں مشکلات اور مصائب کے بڑے بڑے پہاڑ آئے مگر پرکاہ ہو کر رہ گئے۔ اور وہ دن بدن بڑھتے ہی گئے لیکن جبوقت صراط مستقیم سے ہٹ گئے اُسی وقت ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم کے ماتحت تنزل اور ادبار کے تاریک گڑھے میں گرنے شروع ہو گئے۔ اگر مسلمان اسی حالت پر قائم رہتے جبپر انکے پیشرو مسلمان تھے۔ تو ناممکن تھا کہ کبھی انکی ترقی رک جاتی۔ حتے کہ اگر تمام دنیا پر بھی انہیں کا پرچم لہرانے لگتا اور کوئی ملک ایسا باقی نہ رہتا۔ جو انکے زیر نگین نہ ہوتا تو بھی ترقی ہی کرتے رہتے۔ طاقت اور قوت کے لحاظ سے مضبوط ہوتے۔ دینی رنگ میں بڑے بڑے مدارج حاصل کرتے۔ اور ان کا ہر قدم آگے ہی آگے پڑتا لیکن ہائے افسوس! انہیں جو کچھ حاصل ہُوا تھا۔ وہ بھی انہوں نے اپنی نالائقی سے کھو دیا۔ اور ایسا کھویا کہ اب وہ بالکل تہیدست ہو گئے ٭

کیا خدا تعالیٰ نے اُن پر ظلم کیا؟ ہرگز نہیں کیونکہ خدا اپنے بندوں پر ایک ذرہ بھی ظلم نہیں کرتا۔ ہاں بندے خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ ان اللّٰہ لا یظلم الناس شیئاً ولکن الناس انفسہم یظلمون (۱۰-۴۵) خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے بڑا مہربان ہے۔ بشرطیکہ بندے اسکے نافرمان اور سرکش نہ ہوں۔ ان اللّٰہ بالناس لرؤف رحیم (۲-۱۳۸)

اگر مُسلمان خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے۔ اور اپنے اندر تقوےٰ و صلاحیت رکھتے۔ تو پھر ممکن نہ تھا کہ حرف غلط کی طرح صفحۂ دُنیا سے مٹائے جاتے۔ لیکن چونکہ انہوں نے احکام الٰہی کو نہ صرف پس پشت ڈالدیا۔ بلکہ انکی سخت ہتک بھی کی۔ اس کے خمیازہ میں انہیں ذلیل اور رسوا ہونا پڑا اور اسوقت تک ہو رہے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ مُسلمانوں کی شوکت اور عظمت سے تمام دنیا تھرتھراتی تھی۔ لیکن ایک وقت آج ہے۔ کہ دنیا نے مسلمانوں کے ساتھ ذلّت اور رُسوائی کا وابستہ ہونا ضروری اور لازمی سمجھ رکھا ہے ایک زمانہ تھا کہ دنیا کے بیشتر حصہ پر مُسلمانوں کی حکومت کا ڈنکا بجتا تھا۔ لیکن ایک یہ زمانہ ہے۔ کہ جو کچھ تھوڑا بہت انکے پاس رہگیا تھا۔ اُسکے سنبھالنے کی بھی ان میں اہلیت نہ رہی۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ یہی کہ ان میں تقوےٰ و صلاحیت نیکی اور بھلائی نہ رہی ٭

اس زمانہ میں اگرچہ مُسلمانوں کی ذلت و ادبار کے سیاہ بادل ان پر شرم و ندامت کے چھینٹے برسا کر انہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کا موجب ہو سکتے تھے۔ لیکن جس قوم کے مٹنے کے دن قریب آجاتے ہیں۔ اُسکے لئے اس قسم کی سب باتیں بے سود اور بے کار ثابت ہوتی ہیں۔ اب مُسلمانوں کا دُنیا میں رہ ہی کیا گیا ہے۔ کہ انکی خمار آلود آنکھیں دیدۂ عبرت نہیں بنتیں۔ اور وہ اپنی اصلاح کی فکر نہیں کرتے۔ ہر قسم کی ذلت اور رسوائی۔ زوال اور ادبار انکے گلے کا ہار ہو رہی ہے لیکن افسوس جہالت اور نادانی نے انکی آنکھوں پر غفلت اور لاپرواہی کی پٹی اس زور سے باندھ رکھی ہے کہ کھلنے کا نام ہی نہیں لیتی ٭

مُسلمانوں کے لئے دیگر ترکی سلطنت وجہ افتخار تھی۔ لیکن اب وہ کہاں رہی۔ خدا تعالیٰ اپنے قہری نشانوں سے اس کا بھی نام و نشان مٹا رہا ہے۔ تاکہ اسکو "کچھ" سمجھنے والے اُسے "کچھ" نہ سمجھیں۔ اور اپنی اصلاح اور دُرستی کیطرف متوجہ ہوں۔ کاش! کوئی اس سے فائدہ اُٹھائے۔ اس وقت تک جسقدر تباہیاں اور بربادیاں سلطنتِ ترکی پر آچکی اور

اور آرہی ہیں۔ وہ کوئی راز سربستہ نہیں کہ بیان کی جائیں۔ ایسے سلطنت کہنا گویا اس لفظ کی ہتک کرنا ہے۔ کیونکہ وہ ایک جسم نیم بسمل ہے کہ جس کا آئے دن کوئی نہ کوئی عضو کٹ کر گر جاتا ہے۔ وہ ایک بیمار ناتواں ہے کہ جان توڑ رہا ہے۔ اور وہ ایک حرف غلط ہے۔ کہ مٹایا جارہا ہے کیوں اس لئے نہیں کہ اس میں مسلمان آباد ہیں۔ اس لئے نہیں کہ وہاں اسلام کے نام لیوا رہتے ہیں۔ اور اسلئے بھی نہیں کہ ان میں صلاحیت اور رشد کا کچھ نام و نشان باقی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ وہاں کے رہنے والے مسلمان کہلا کر اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اسلام کا دعویٰ کرتے ہوئے غیر مسلموں سے ہزار درجہ نیچے گر رہے ہیں۔ قرآن کریم کو خدا تعالےٰ کی کتاب کہتے ہوئے اس سے منحرف ہو گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت بنتے ہوئے آپ کی ہتک کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں کیا ممکن ہے کہ ان پر تباہی اور ہلاکت کے سیلاب آئیں۔ اور انہیں برباد و تباہ نہ کر دیں۔

ممکن ہے کہ باوجود ترکوں کی تباہی کے نظارے دیکھتے ہوئے کسی کو ہماری بات کا یقین نہ آئے۔ اسلئے ہم شریف مکہ کے اُس اعلان سے جو اُس نے تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے کیا ہے۔ ترکوں کی حالت کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ اس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ ترک کہاں تک اسلام کے پابند ہیں۔ شریعت اسلامیہ کی ان کی نگاہ میں کسقدر قدر و منزلت ہے۔ اور جو تباہیاں ان پر وارد ہو رہی ہیں وہ کس قدر باموقع اور برمحل ہیں۔

شریف مکہ نے اپنے اعلان میں پہلی بات یہ لکھی ہے کہ:-

> "عثمانی سلطنت کے وزیر اعظم۔ شیخ الاسلام علماء و زراء اور شرفاء کی چشم پوشی سے ترکی اخبار "اتحاد" نے جو قسطنطنیہ میں شائع ہوتا ہے۔ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ناگفتہ بہ الفاظ شائع کئے۔ اور اُس سے کوئی باز پرس نہ کی گئی"

کیسا رونے کا مقام ہے کہ وہ سلطنت جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کفش بردار ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور جسے تمام دنیا کے مسلمان اسلامی حکومت کے نام سے پکارتے ہیں۔ اُسکے پایہ تخت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک مسلمان اخبار میں ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس سے کوئی باز پرس نہیں کیجاتی۔ کیا یہ اس بات کا کافی سے بڑھ کر ثبوت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ان لوگوں کے دلوں سے معدوم ہو چکی ہے۔ اور جب آپ کی عزت معدوم ہو گئی تو پھر کہاں کا اسلام اور کیسی مسلمانی؟

اسوقت ہندوستان پر ایک عیسائی سلطنت حکمران ہے، یہاں اگر کوئی اخبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کا مرتکب ہو۔ تو گورنمنٹ کا زبردست ہاتھ اسکی سرکوبی کے لئے ہر وقت موجود رہتا ہے۔ لیکن ایک ایسی سلطنت جس کے حکمران کو خلیفۃ المسلمین کے دلفریب لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنیوالے اخبار کے متعلق کچھ کرنا پسند نہیں کرتی۔ دونوں سلطنتوں میں دیکھ لو۔ زمین و آسمان کا فرق ہے یا نہیں۔ اور اس بات کا بھی فیصلہ کر لو۔ کہ اسلام کے لئے کونسی سلطنت مفید اور بابرکت ہے۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے۔ حکام کی نظروں سے وہ پرچہ نہ گذرا ہو۔ اسلئے وہ اس کے متعلق کچھ کرنے سے عاجز رہ گئے ہونگے۔ اوّل تو یہ بات ہی غلط ہے۔ لیکن اگر اسے بفرض محال صحیح بھی مان لیا جائے۔ تو یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ ترک اس قابل ہی نہیں رہے۔ کہ ایک بالشت زمین پر بھی حکمرانی کر سکیں۔ کیا اس سے بڑھ کر امور حکمرانی سے غفلت اور لاپرواہی بھی کوئی ہو سکتی ہے کہ دارالحکومت سے شائع ہونیوالا ایک اخبار کچھ لکھتا ہے۔ لیکن حکام میں قوت بینائی اتنی بھی باقی نہیں رہی کہ اُسے دیکھ سکیں۔ بلکہ انکی طاقت شنوائی بھی اسقدر بے حس اور زائل ہو چکی ہے کہ اُس پرچہ کے خلاف ایک آواز بھی ان کے کانوں تک سنائی نہیں پا سکتی۔ ایسے غفلت شعار حکمرانوں سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے۔

لیکن اس غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ انہیں اسلام اور بانی اسلام سے کوئی محبت اور تعلق نہیں رہا۔ جس کا نتیجہ وہ بھگت رہے ہیں۔ اور جب تک انکی یہ حالت رہیگی بھگتتے رہینگے۔ اگر یہی سلسلہ جاری رہی۔ تو ایک وقت آئیگا کہ ان کا نام و نشان مٹ جائیگا کیونکہ گلستان دہر سے پھل نہ دینے والے درخت کو کاٹا اور خشک ہو جانے والے پودے کو اکھیڑا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ ایک ایسا درخت جو نہ پھل دے۔ اور نہ سایہ فگن ہو۔ بلکہ اپنا زہریلا اثر دوسروں تک پھیلائے اُسے برقرار رکھا جائے۔

---

# کچھ صوفیانہ باتیں

## (خیالاتِ نیّر)

مریضِ ہجرِ جاناں کی کریگا کیا دوا کوئی
وہی اس درد کو جانے جو خود ہو مبتلا کوئی

بدلکر بھیس آتے ہیں بُلانے کو مرے قاصد
نہ اندوہ و غم کوئی تو ہے رنج و بلا کوئی

ہمارے خانۂ دل میں ہو کیونکر غیر کی اُلفت
تصوف میں نہیں عرشِ الٰہ دل کے سوا کوئی

جو نکلے سبزہ تربت پہ مری تو جان لینا تم
مُسافر منزلِ مقصود پہ پہونچا ہے جا کوئی

جفائیں جور ہیں ظلم و ستم میں وہ ہیں لاثانی
نہیں سارے جہاں میں آج اُن سا بیوفا کوئی

جہاں میں آپ آئے پھر شہِ مکی مہِ مدنی
بشکلِ احمدؐ کدعی اگر ہو جانتا کوئی

وہ میرے گھر میں آئیں دیکھئے بخت رسا اپنا
کہیگا مجھ سے بڑھکر کیا بھلا صلِّ علےٰ کوئی

لگا کر عین نینوں سے بسایا آنکھ میں اُن کو
جو دیکھا میری آنکھوں نے بھلا کیا دیکھتا کوئی

رقیبو! کہہ گئے ہیں وہ نہیں ان میں مرا باقی
قلیل من عبادی کے سوا اب آشنا کوئی

محمدؐ بنکے احمدؐ آئے جو محمود عالم میں
اَحد کا جلوہ ہے نیّر نہیں بس دوسرا کوئی

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# خطبہ جمعہ المبارک

# قرآن کریم میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق پیشگوئی

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی

فرمودہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۶ء

---

قال اعوذ برب الفلق من شر ما خلق ومن شر غاسق اذا وقب ومن شر النفثت فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد ۔

انسان کی ترقی اور کامیابی کے لئے خدا تعالیٰ نے اس قدر سامان پیدا کئے ہیں۔ کہ کوئی شخص ان کی حدبندی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ کہ اگر تم اس کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو۔ تو یہ تمہاری طاقت میں نہیں۔ کہ ان کو شمار کر سکو۔ پھر فرماتا ہے۔ کہ سمندر اگر سیاہی ہو جائیں۔ اور تمام درخت قلمیں۔ اور ان سے خدا تعالےٰ کی نعمتوں کو لکھنا شروع کیا جائے۔ تو یہ تمام کے تمام صرف ہو جائیں گے۔ مگر ما نفدت کلمت اللہ ۔ اللہ تعالےٰ کے کلمات کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالےٰ کے کلمات اس کی تمام پیدا کی ہوئی مخلوق ہے۔ اور وہ تمام انعامات جو اس نے انسان کے نفع اور فائدہ کے لئے پیدا کئے ہیں سب کلمات اللہ ہی ہیں۔ انسان کی کیا طاقت ہے۔ کہ ان کی حدبندی کر سکے۔ اور ان کو شمار میں لا سکے۔ پس جب اس کے انعامات غیر محدود ہیں۔ تو انسان کی ترقی کا میدان کس طرح محدود ہو سکتا ہے۔ وہ بھی غیر محدود ہی ہے۔ اس لئے انسان ترقی بھی غیر محدود ہی کر سکتا ہے۔ لیکن ان کے حصول کے لئے پھر غیر محدود محنت اور مشقت کی ضرورت ہے

مثلاً کسی مکان کی بیس سیڑھیاں ہیں۔ تو اس پر چڑھنے کے لئے بیس ہی دفعہ ہر سیڑھی پر گذرنے کے لئے کوشش کرنی پڑے گی۔ تو غیر محدود ترقی حاصل کرنے والے کو غیر محدود محنت اور ان تھک کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے انسان کی ترقی کے لئے بڑے سامان پیدا کئے ہیں۔ پھر ان سامانوں کے ساتھ کچھ ایسے موانع بھی ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعہ انسان کو چوکس اور ہوشیار کیا جاتا ہے ۔

## تکلیف انسان کو چوکس بناتی ہے اور آرام سست

قاعدہ کی بات ہے کہ تکلیف سے انسان چوکس اور ہوشیار ہوتا ہے۔ اور اس کے برخلاف راحت اور آرام سے غافل اور سست ہوتا ہے اس لئے جتنی تکلیف زیادہ ہو۔ اتنا ہی اسکو زیادہ چوکس رہنا پڑتا ہے۔ اور جتنا اس کو زیادہ آرام حاصل ہو اتنا ہی اس پر زیادہ سستی اور غفلت طاری ہوتی ہے۔ مثلاً شیر کے سامنے اگر کوئی پڑا ہوا ہو۔ یا کسی اور خوف و خطر کی جگہ میں ہو۔ تو اُسے نیند نہیں آتی۔ مگر جب ٹھنڈی جگہ ٹھنڈا پانی اور نرم بستر پر پنکھا جھلنے والے خدام اس کو میسر آئیں۔ تو بڑی غفلت کی نیند سو جاتا ہے۔ کیونکہ آرام غفلت کا باعث ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر نعمت انسان کو غافل کر دیتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے انعامات کے ساتھ کچھ تکالیف بھی ہوتی ہیں۔ جو اس کو چستی اور ہوشیاری کی طرف لے جاتی ہیں۔ تا وہ انعامات سے راحت اور آرام حاصل کر کے غافل اور سست نہ ہو جائے۔ جو شخص ان دونوں باتوں کو مد نظر نہیں رکھتا۔ وہ ترقی اور کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ انسان کو تکالیف سے بے یقین ہونا چاہیئے۔ کہ اسکو غفلت سے بچانے اور سستی سے دور رکھنے کے لئے ہیں۔ جو اپنے آپ کو ان مشکلات سے بچانا چاہتا ہے۔ وہ غافل اور سست ہو کر ترقی سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور ایسے ہی لوگ ہمیشہ ذلیل اور خوار ہوتے ہیں۔ ورنہ خدا تعالےٰ نے انسان کو ذلت اور رسوائی کے لئے نہیں بلکہ بڑے انعامات کے لئے پیدا کیا ہے۔ لیکن اسمیں وہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ جو مشکلات اور مصائب کو بھی برداشت کرتا ہے۔ اور ان مشکلات اور تکالیف کو انعام کے ساتھ رکھنے کی غرض صرف یہی ہے۔ کہ انسان غافل اور سست نہ ہو جائے۔ پس کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ کہ نہ تو انسان تکالیف سے گھبرائے۔ اور نہ ہی انعامات سے آرام میں پڑ کر خدا تعالےٰ سے غافل ہو جائے ۔

## ہر چیز کے دو پہلو ہیں

اس صورت میں خدا تعالےٰ نے ان مشکلات سے بچنے کا ایک طریق بیان کیا ہے۔ فرمایا تمہارے راستے میں بڑی مشکلات ہیں ہر ایک اچھی چیز میں بھی انسان کے لئے کوئی نہ کوئی پہلو ٹھوکر کا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ کی ذات جو انسان کے حق میں بہت ہی مفید اور بابرکت ہے۔ اور ہمیشہ اُسکے لئے فائدہ ہی چاہتی ہے۔ اسمیں بھی یہ ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ کبھی اس کی صفات کو نہ سمجھنے اور کبھی اس کی قدرتوں اور طاقتوں کے نہ جاننے کے باعث وہ گمراہی اور ضلالت کے گڑھے میں گر جاتا اور راہ راست سے دور جا پڑتا ہے۔ یہی کھانا جو انسان کے لئے قوت اور طاقت کا باعث بلکہ انسانی زندگی کا انحصار اسی پر ہوتا ہے جب کوئی اسے حد سے زیادہ استعمال کر لیتا ہے۔ تو یہی اسکے لئے نقصان دہ اور ہلاکت کا باعث ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں کے ہاں شرادھ ہوتے ہیں۔ سنا گیا ہے کہ بعض وقت شرطیں لگا لگا کر پنڈت اتنا کھا جاتے ہیں۔ کہ پیٹ پھٹ جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے کہ ایک برہمنی کسی خاندان میں بیاہی گئی۔ ایک روز اس کی ساس نے اس کو کہا۔ کہ اپنے سسر کے لئے بستر بچھا چھوڑو۔ کہ وہ آج شرادھ کھانے گیا ہے۔ جب کھا کر آتا ہے۔ تو بیٹھ نہیں سکتا۔ یہ سنکر بہو رونے اور پیٹنے لگی۔ کہ میں کن کمینوں کے ہاں بیاہی گئی ہوں ہماری قوم کی تو انھوں نے ناک کاٹ دی۔ ساس نے پوچھا۔ تم کیوں روتی پیٹتی ہو۔ کہنے لگی۔ تمہارے ہاں میرے بیاہے جانے سے تو ہمارے خاندان کی ناک کٹ گئی ہے۔ ہمارے خاندان سے تو جو کوئی شرادھ کھانے جاتا ہے۔ وہ خود چلکر گھر نہیں آ سکتا۔ بلکہ چارپائی پر اُٹھا کر اُسے لانا پڑتا ہے۔ اور تم کہتی ہو۔ کہ وہ شرادھ

کھا کر آتے ہیں۔ تو بیٹھ نہیں سکتے۔ انہیں تو اتنا کھانا چاہیئے۔ کہ چلکر آ بھی نہ سکیں۔ کھانا عمدہ چیز ہے۔ مگر دیکھو اس کی بد استعمالی نے ایسے لوگوں کو کیسا نکما اور سست کردیا۔ اسی طرح بعض لباس بھی بڑی سستی اور غفلت کا باعث ہوتے ہیں۔ بعض لوگ تو اس قسم کا لباس استعمال کرتے ہیں۔ کہ ذرا سی تکلیف بھی پھر برداشت نہیں کرسکتے۔ جو لوگ کالر لگاتے ہیں وضو کرنا ان کے لئے ناقابل برداشت تکلیف ہوجاتی ہے۔ انہیں یہی فکر دامنگیر ہوتی ہے۔ کہ کالر کو کہیں گیلی انگلی نہ چھو جائے۔ ڈاڑھی کو اچھی طرح دھونا اور خلال کرنا ان کے لئے مصیبت ہوتی ہے۔ اسلئے اکثر تو ڈاڑھی منڈا ہی دیتے ہیں۔ اور جو رکھتے ہیں۔ وہ بھی بہت چھوٹی اسی طرح تپلون ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ تپلون پہننے والے کو نماز کی صورت بدلنی ہی پڑتی ہے۔ تاکہ کہیں تپلون میں بل نہ آجائے۔ اسی قسم کے لباس انسان کو عیش پسند اور آرام طلب بنا کر سست اور غافل کردیتے ہیں۔ پھر پینے کی چیزیں ہیں۔ جو کیا جسمانی اور کیا روحانی دونوں رنگ میں انسان کے لئے مضر ہوتی ہیں۔ یہ اس لحاظ سے بری نہیں۔ کہ خدا نے ان کو برا بنایا ہے۔ بلکہ ان میں برائی جو پیدا ہوگئی ہے تو ان کی بد استعمالی کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہے ؛

یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں۔ ان میں خدا نے یہاں لفظ ہی ایسے رکھے ہیں۔ جو ہر چیز کے شر اور نقصان سے بچنے کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ فرمایا۔ قل اعوذ برب الفلق۔ کہ رب الفلق کے حضور تم پناہ مانگو۔ کہ وہ ان تمام اشیاء کے بد نتائج سے جو انسان کی سستی اور غفلت کی وجہ سے پیدا ہوجاتے ہیں۔ تم کو ان سے محفوظ رکھے۔ پھر چونکہ ظلمتیں بھی انسان کے لئے گمراہی کا باعث ہوتی ہیں۔ اسلئے فرمایا اعوذ برب الفلق کہ جب تم ظلمت اور اندھیرے میں پڑجاؤ۔ تو روشنیوں کا پیدا کرنے والا رب ہے۔ اس سے پناہ مانگو تا وہ تم کو ظلمت سے نکال کر روشنی میں لادے۔ فلق کے معنے پو پھٹنے کا وقت اور تمام مخلوقات کے بھی ہیں۔ تو فرمایا۔ تم تمام مخلوقات کا جو خدا ہے۔ اس کے حضور پناہ مانگو۔ کہ جو کچھ اس نے پیدا کیا۔ اور اس سے جو بد نتائج پیدا ہوسکتے ہیں۔ ان سے وہ تمکو محفوظ رکھے۔ کیونکہ تمام چیزیں جو اس کی پیدا کی ہوئی ہیں جب انسان ان کا غلط استعمال کر بیٹھتا ہے۔ تو وہ اس کے لئے مضر اور نقصان دہ ہوجاتی ہیں۔ اس لئے تم کو ان کے پیدا کرنے والے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ بہت سے انسان ہیں۔ جو عیاشی میں بڑھکر حد سے گذر جاتے ہیں۔ جب اس کے بد نتائج کا منہ دیکھتے اور تکلیف اٹھاتے ہیں۔ تو پھر بے اختیار خدا کی طرف رجوع لاتے ہیں۔ یورپ کو دیکھو۔ کسقدر ترقی کی ہا اپنے سامانوں اور اپنی ایجادوں پر کسقدر اس کو ناز اور فخر تھا۔ لیکن آج وہی سامان وہی ایجادیں وہی علوم اس کی ہلاکت کا موجب ہو رہے ہیں۔ ان کو ہر روز یہی فکر لگی رہتی ہے۔ کہ معلوم نہیں سائنس آج کونسا موت کا آلہ ہمارے لئے تیار کرتی ہے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ جسقدر اشیاء پائی جاتی ہیں۔ اگر ان سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ تو ضرر بھی ان میں ضرور ہے اس لئے ان کے پیدا کرنے والے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ تاکہ ان کے نقصانات سے محفوظ رہیں آرام کے وقت انسان کم ہی نعمت کی قدر کرتا ہے۔ جب تک آنکھوں میں نور ہے۔ دوسروں کی عیب چینیاں کرتا اور جب بینائی جاتی رہتی ہے۔ تو پھر پشیمان ہوتا اور افسوس کرتا ہے۔ جب تک زبان میں قوت ذائقہ ہے۔ کہتا ہے فلاں چیز کا ذائقہ اچھا نہیں فلاں چیز بد مزہ ہے۔ لیکن جب زبان کی وہ قوت ہی جاتی رہتی ہے۔ تو کہتا ہے۔ کاش! معمولی مزہ ہی زبان میں ہو ؛

پس ان تمام اشیاء میں جو شرور ہیں۔ ان کو اور جو جو ان میں تکالیف ہیں ان کو دیکھتے ہوئے رب الفلق ہی تمہارا ملجاء و ماوی ہونا چاہیئے۔ اور اسی کے حضور پناہ لے کر تم ان مشکلات کے بد نتائج سے بچ سکتے ہو۔ تو فرمایا۔ پناہ مانگو رب الفلق یعنے خالق اشیاء کے حضور من شر ما خلق جو کچھ بھی اس نے پیدا کیا ہے۔ اُس کے شر سے۔ تاکہ جو ان اشیاء کی بد استعمالی کی وجہ سے بد نتائج پیدا ہونے والے ہوں۔ اُنسے وہ تم کو محفوظ رکھے۔ اور پناہ مانگو رب الفلق یعنے روشنی کے پیدا کرنے والے کے حضور من شر غاسق اذا وقب۔ تمام اندھیروں کے شرور سے۔ اندھیرے وہ ہیں۔ جو انسان اپنی غفلت کے باعث مختلف نامرادیاں اور ناکامیاں دیکھتا ہے اور شرور سے مراد دکھ اور تکلیفیں ہیں۔ جب انسان صرف انہی اشیاء سے تعلق لگا کر یہ سب مصائب دیکھتا اور دکھ اٹھاتا ہے۔ تو مجبور ہوکر اس کو خدا کی طرف توجہ کرنی پڑتی ہے ؛

## موجودہ زمانہ کے متعلق پیشگوئی

میرے نزدیک اس سورۃ میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور یہ وہی وقت ہے۔ جسکا اسمیں ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ آج ہی وہ زمانہ آیا ہے۔ جس میں ہر قسم کے شر اور اندھیرے رونما ہوئے ہیں۔ فساد کی کوئی حد نہیں حسد نے دلوں کو کھالیا ہے۔ بغاوت نے راحت و آرام کھودیا ہے۔ ان سب امور کی بد انجامیوں سے بچنے کے لئے جو لوگوں کی بد استعمالیوں کی وجہ سے پیدا ہوگئے ہیں۔ صرف یہی صورت ہے۔ کہ تم خدا کی طرف دوڑو۔ اور یہ فساد اسی لئے اٹھے ہیں۔ کہ تا تم اس کی طرف جھکو۔ اسمیں بتایا گیا ہے۔ کہ ان نقصانات کو دیکھ کر بے اختیار اسوقت کہہ اٹھیں گے۔ کہ ہم تیری ہی پناہ میں آتے ہیں جسقدر ہم ان اشیاء کی طرف جھکے۔ اسی قدر تجھ سے دور ہوئے۔ اب ان سے نقصان اٹھا کر پھر تیری طرف ہم متوجہ ہوتے ہیں۔ تو ہماری دستگیری فرما ؛

میں سمجھتا ہوں مسلمانوں کے لئے یہ سورۃ بڑی قابل توجہ ہے۔ ان کا نور کو چھوڑ کر ظلمت کی طرف جانا پھر آپس میں حسد بغض اور عداوت ایک دوسرے کے خلاف منصوبے کرنے یہی ہمیشہ ان کی ہلاکت کا باعث ہوئے۔ حضرت صاحب بارہا ان کو ان الفاظ سے مخاطب کرتے۔ کہ دیکھو تمام اشیاء تمہارے لئے ہلاکت کا باعث ہو رہی ہیں۔ طاعون نے تمہاری زندگیاں تلخ کردی ہیں

قحط سالی نے تمہاری آنکھوں کے آگے دنیا اندھیر کر دی ہے تم جس طریق سے عزت چاہتے ہو۔ اس سے وہ تمہارے لئے ذلت کا سامان ہوتا ہے۔ تم چاہتے ہو عروج ہو۔ اور ہوتا زوال ہے۔ غرض جو اسباب بھی تم استعمال میں لاتے ہو۔ تمہارے خلاف ہی نتائج پیدا کرتے ہیں۔ تو پھر تم اب بھی کیوں نہیں خدا کی طرف رجوع کرتے۔ مگر مسلمانوں کی طرف سے یہی جواب ملتا رہا قحط اور بیماریاں ہمیشہ ہوتی آئی ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں معلوم ہوتا ہے۔ ان کی قسمت میں ابھی اور بہت کچھ مصائب لکھے ہیں۔ جب تک وہ سب اپنی آنکھوں دیکھ نہ لیں۔ خدا کی طرف رجوع نہیں لائیں گے

## مسلمانوں کی تباہی

میں نے ایک ٹریکٹ بنگال میں تقسیم کرنے کے لئے شائع کیا تھا۔ ایک شخص نے اسے پڑھ کر مجھے خط لکھا۔ کہ تم جو اس بات پر زور دیتے ہو۔ کہ مہدی آ گیا مسیح آ گیا۔ مہدی کس طرح آ سکتا ہے۔ جبکہ ابھی ایک حکومت مسلمانوں کی باقی ہے۔ چند ہی روز گذرے۔ کہ ترک بھی شریک جنگ ہو گئے۔ اور خدا نے کہا۔ کہ یہ برائے نام حکومت اور تھوڑی سی نعمت بھی جو تم رکھنا نہیں چاہتے۔ وہ بھی ہم چھین لیتے ہیں۔ اب تک بہت سا علاقہ ان کے قبضہ سے نکل چکا ہے۔ اگر بفرض محال جنگ کے خاتمہ تک وہ بچ بھی رہے۔ تو کیا طاقت باقی رہیگی۔ نہ ہونے کے برابر ہو گی۔

## جماعت احمدیہ توجہ کرے

ہماری جماعت اس لحاظ سے تو ترقی پر ہے۔ کہ دنیا کی محبت سے ان کے دل سرد ہیں۔ مگر اس سورۃ کے پچھلے حصے سے مجھے خوف آتا ہے۔ کہ ابھی تک یہ بات ان میں پیدا نہیں ہوئی۔ حسد اور عداوت ذرا ذرا سی باتوں پر لڑائیاں اور جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ نفثت کے معنے چپکے سے کانوں میں کچھ پھونک دینا۔ نفثت فی العقد وہ لوگ ہیں۔ جو چپکے چپکے ایک دوسرے کے کان میں کچھ کہہ کہلا کر تعلقات اور دوستیاں تڑوا دیتے ہیں۔ اور بجائے دوست کے ایک دوسرے کا دشمن بنا دیتے ہیں۔ سچی دوستی اور محبت دنیا میں ہی مفید نہیں ہوتی۔ بلکہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ دنیا میں سچی دوستی اور محبت کرنے والے قیامت کے روز اللہ تعالےٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہونگے۔ تو فرمایا۔ ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے بھی تم اللہ ہی کے حضور پناہ مانگو۔

ہماری جماعت کو اسباب کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو تمام اشیاء کے بد نتائج سے محفوظ رکھے۔ اور ہم کو ہر قسم کے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف راہنمائی کرے۔ اور کوئی شخص ہم میں دوستیوں اور محبتوں کو قطع کرنے والا نہ ہو۔ اور ایک دوسرے کی ترقی کو دیکھ کر ہمارے دل میں حسد پیدا نہ ہو۔ بلکہ ہم خوش ہوں۔ کہ ہمارے بھائی کو خدا نے یہ ترقی دی ہے۔

---

# اسلام تمام خوبیوں کا جامع ہے

## کیا اسلامی مسائل ویدوں سے لئے گئے ہیں؟

اخبار آریہ گزٹ میں ایک مضمون بعنوان "ویدک دھرم سب مذہبی خوبیوں کا مخزن ہے"۔ شائع ہوا ہے۔ مضمون نگار لکھتا ہے۔ کہ "اہل اسلام میں توحید۔ مسئلہ تقدیر وغیرہ بہت سی باتیں ویدوں سے لی گئی ہیں"۔

اوّل تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ اہل اسلام نے کس طرح وید سے مذکورہ بالا تعلیم حاصل کی۔ جب کہ عرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آریہ صاحبان اور ان کے وید کا نام و نشان بھی نہ تھا بلکہ آج بھی باوجود کثرت اشاعت کتب کے عرب میں وید کا پہنچنا تو الگ رہا۔ کثرت سے ایسے آریہ صاحبان کی تعداد ہندوستان ہی میں پائی جاتی ہے۔ جو وید کے درشن سے محروم ہیں۔ بس وہ لوگ جن کی مذہبی کتاب وید ہے وہ بھی اس کی شکل سے نا آشنا ہیں۔ تو عرب میں وید کا گذر کیسے ہو گیا۔ افسوس کہ اتنے بڑے دعوٰی کے ساتھ مہاشہ صاحب نے کوئی معقول دلیل پیش نہیں کی کم از کم عرب میں کسی لائبریری کا ہونا ہی ثابت کر دیتے تو بطور تنزل ہم مان لیتے۔ کہ ممکن ہے کہ عرب کے علم دوست وید کو بھی کہیں سے منگا کر اپنی لائبریری میں رکھ لیا ہوگا۔ اور پھر اس سے توحید اور تقدیر وغیرہ مسائل کا استخراج کر کے قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شامل کر لیا۔ مگر اہل عرب تو اس زمانہ میں ایک ایسی گری ہوئی قوم تھی۔ کہ ان کے ہاں کوئی بھی کتاب موجود نہ تھی۔ محض جہالت کے پتلے تھے۔ اور اپنے آپ کو امی کہتے تھے۔ کہ جس طرح بچہ جب اپنی ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے۔ تو علم و ہنر سے بے خبر ہوتا ہے۔ ہم بھی اسی طرح اس لباس سے بالکل عاری ہیں۔ لیکن محض خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان میں ایک انسان پیدا کیا۔ جسے براہ راست اپنے کلام سے مشرف کیا۔ اور جس سے فیض حاصل کر کے وہ باخدا انسان بن گئے۔

## قرآن کریم تمام عمدہ تعلیموں کا جامع ہے

ہم اسبات سے انکار نہیں کرتے کہ وید الہامی کتاب ہے۔ کیونکہ قرآن کریم ہم کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر گروہ اور قوم میں ہم نے نبی اور رسول بھیجے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر اور ولکل امۃ رسول۔ پس جب ہر قوم میں رسول آئے ہیں۔ تو ضرور ہے۔ کہ وہ کوئی نہ کوئی الہامی کتاب بھی لائے ہوں۔ پس ہم وید کو بھی ایک الہامی کتاب تسلیم کر کے قرآن کریم کے متعلق اسی کی تعلیم کے رو سے یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ جسقدر دنیا میں الہامی کتابیں کہلاتی ہیں۔ ان کی مفید اور پاک تعلیموں کا وہ جامع ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اور بھی بہت سے ہدایت کے طریقے اور وصال الہٰی کے ذریعے بتاتا ہے۔ اس واسطے اب ان کتابوں کے پیچھے پڑنا غلطی ہے۔ کیونکہ اب وہ ایک اجڑے ہوئے باغ کی مانند ہیں۔ ہرا بھرا باغ صرف قرآن کریم ہی ہے چنانچہ قرآن کریم کا دعوٰے ہے۔ فیھا کتب قیمۃ اور وھذا کتاب انزلنہ مبارک فاتبعوہ۔ کہ قرآن کریم مختلف الہٰی کتابوں کا خلاصہ ہے۔ اور ان کی تمام پاک تعلیموں کا جامع۔ پس اب ہدایت اسی میں ہے کہ اس کی اتباع اور پیروی کرو۔

## فضیلت قرآن دوسری کتابوں کے ساتھ

محافظت الٰہی نہ ہونے کے باعث ان میں بہت کچھ انسانی دست برد ہوگئی ہے۔ حق اور باطل ان میں ملادیا گیا ہے۔ قرآن نے تمام نمونیوں کو الگ کر کے اصل نچوڑ ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ مثلاً وید کی نیوگ کی تعلیم خدا کی طرف تو منسوب ہی نہیں ہوسکتی۔ قرآن کریم نے اس تعلیم کو ان پاک الفاظ میں ناجائز قرار دیا۔ والذین ہم لفروجہم حافظون الا علٰے ازواجہم۔ کہ مرد اپنی منکوحہ عورت کے سوا کسی غیر عورت سے تعلق نہیں رکھ سکتا۔ اور ایماندار اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ تو مردوں کے متعلق تھا۔ عورتوں کے متعلق فرمایا۔ کہ حافظات للغیب بما حفظ اللہ۔ کہ وہ خاوندوں کی عدم موجودگی میں بھی ان کے بستر کی حفاظت کرتی ہیں۔ جس کی حفاظت کا خدا نے ان کو حکم دیا ہے۔ (ویحفظن فروجہن) ؛

پھر پنڈت دیانند صاحب نے وید کی یہ تعلیم بتائی ہے کہ ادھرمی یعنی جو وید سے انکاری ہو۔ اس کی تذلیل میں کوشاں رہنا چاہیئے۔ بلکہ قوم اور ملک سے اس کو نکال دینا چاہیئے۔ لیکن اس متعصب بھری تعلیم کو اسلام نے ظلم قرار دیا ہے۔ اور قرآن میں اس کے خلاف یہ پاک تعلیم ہے۔ کہ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت الآیہ۔ کہ دین کے معاملہ میں جبر جائز نہیں۔ ہدایت اور گمراہی جو مل جل گئی تھی۔ اس کو قرآن کریم نے الگ الگ بیان کر دیا ہے۔ اب جو اپنی خوشی سے ہدایت کے طریقوں پر چلیگا۔ وہ کامیاب ہوگا۔ دوسری جگہ قرآن میں آیا ہے۔ ھدی للمتقین۔ کہ دیگر مذاہب کا تو یہ دعوے ہے۔ کہ ہماری اتباع سے لوگ متقی بنتے ہیں۔ یعنی عذاب الٰہی سے بچ جاتے ہیں۔ لیکن قرآن کہتا ہے۔ میں اس سے اوپر ترقی کرنے کی تعلیم دیتا ہوں جس سے نجات ہی نہیں ملتی۔ بلکہ اس سے انسان فلاح اور انعامات الٰہی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ اولٰئک ھم المفلحون۔ نجات اور فلاح میں فرق ہے۔ نجات کا صرف یہ مطلب ہے۔ کہ انسان دکھ سے بچ جائے لیکن فلاح کا یہ مطلب ہے۔ کہ انسان دکھ سے بھی بچ جائے اور اعلیٰ مدارج بھی حاصل کرے۔ صرف قید سے رہائی پانی کوئی بڑا انعام نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر انسان قید سے رہائی پاکر کسی معزز عہدہ پر لگا دیا جائے۔ تو یہ بہت بڑا انعام کہلا سکتا ہے۔ پس قرآن کریم تمام پاک تعلیموں کا جامع ہے۔ اور پھر دیگر مذاہب کی نسبت معرفت اور وصال الٰہی کے لئے اعلٰے ذریعے بتاتا ہے۔ اور صرف نجات ہی نہیں بلکہ فلاح دلاتا ہے۔ لیکن دیگر مذاہب ان خوبیوں سے ناآشنا اور ان کے بیان کرنے سے عاری۔ اس لئے یہ کس طرح کہا جاسکتا ہے۔ کہ اسلام کی تعلیم کسی اور مذہب کی کتاب سے لی گئی ہے ؛

پھر مہاشہ صاحب لکھتے ہیں " لیکن علماء اسلام کو اس قدر بھی خبر نہیں۔ کہ کس قسم کی توحید ضروری ہے آیا وحدت فی الذات یا وحدت فی الصفات یا وحدت فی العبادۃ۔ کیونکہ اگر خدا کو اپنی ذات میں واحد تسلیم کیا جائے۔ تو کل دنیا کی علت مادی بھی خدا ہی ہوگا۔ لیکن علت مادی کی صفات کا معلول میں ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ جو زیور سونے سے بنتا ہے۔ اس میں سونے کی صفات لازمی طور پر پائی جاتی ہیں۔" مہاشہ صاحب کو یاد رہے۔ کہ اہل اسلام خدا تعالے کو علت مادی تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی ذات علت فاعلی ہے۔ پس زیور کی علت فاعلی سنار ہے۔ نہ کہ سونا۔ پس اس صورت میں یہ ضروری نہیں۔ کہ سنار میں اگر غضب کی صفت ہے۔ تو زیور میں بھی غضب ہو۔ سنار میں کھانے پینے کی صفت ہے تو زیور میں بھی ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا نادانی ہوسکتی ہے۔ کہ جو عقیدہ مسلمان نہیں رکھتے۔ خواہ مخواہ مسلمانوں کی طرف منسوب کر کے مہاشہ صاحب نے اپنے مضمون کی بنیاد قایم کی ہے ؛

---

## ۱۳۳۵ ہجری
### کا
## خیر مقدم

مبارک! ۱۳۳۵ کا آنا مبارک ہو
جناب دانیال مرسلؔ کا فرمانا مبارک ہو

بہ انداز تبسم چشمک برق تجلّی ہے
مرے محبوب کی زلفوں کو یہ شانہ مبارک ہو

مبارک جلوہ گاہِ ناز میں پھر بزم آرائی
کسی کے غمزۂ دلکش کا تڑپانا مبارک ہو

مرے ساقیٔ مہوش دلربا کا اپنے میکش کو
شرابِ کہنہ جام نو میں پلوانا مبارک ہو

مبارک عاشقوں کو کشتۂ تیغ ادا ہونا
حیاتِ تازہ مرگ نو سے پھر پانا مبارک ہو

نوا ریزی دبستاں میں مبارک عندلیبوں کو
گلوں کو پیرہن پھاڑے ہوئے لانا مبارک ہو

مبارک ہو وفاکیشوں کو وصلِ دلبر یکتا
جفاکیشوں کو مرکز چھوڑ دینا نامبارک ہو

مبارک صد حسین اندر گریباں رکھنے والوں کو
محرم میں یہ ماہِ عید دکھلانا مبارک ہو

ہماری عید کیا ہے؟ یار پر قربان ہو جانا
مٹا کر اپنی ہستی صاحبِ عرفان ہو جانا

(۲)

سیما کے جاری انجم اوج سعادت ہیں
کسی دن چاند بھی بن جائینگے مغرب کی ظلمت کے

ابھی سے دیکھتا ہوں میں کہ بادل چھٹتے جاتے ہیں
نظر آتے ہیں جلوے کچھ تو مہتابِ صداقت کے

بحمد اللہ دکھائی دیتا ہے اب ساحل مقصد
جہازِ صدق نے کھائے تھپیڑے سخت شدت کے

نوائے حمد جس کے ساتھ میں ہے اس سے کہہ دینا
کہ ہم صدمے اٹھا سکتے نہیں اب دشتِ غربت کے

کرے جلدی سے سامانِ سکونِ خاطرِ مضطر
ترانے گائیں قومیں پھر جمع ہو کر محبت کے

خدا بھی ایک ہم بھی ایک ہو جائینگے جب اکمل
وہی ایام ہوں گے بالیقیں اپنی سعادت کے

ترقی سلسلہ کی جس کے بننے پر مقدر ہے
بحمد اللہ کہ میرے سامنے اس کا بھی منظر ہے

---

**انوارِ خلافت** اس نام سے حضرۃ امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی کی سالانہ جلسہ ۱۹۱۵ء کی تقاریر چھپ کر تیار ہوگئی ہیں۔ قیمت [illegible] دفتر اخبار الفضل قادیان سے طلب فرماویں؛

# مثیلِ یہود

## نمبر ۳

گذشتہ دو نمبروں میں ہم نے جو مسلمانوں کی حالت کا یہود سے موازنہ کیا ہے۔ اس سے اس زمانہ میں کسی نبی کی آمد کی ضرورت بھی ثابت ہو گئی ہے۔ کیونکہ مثل الذین حملوا التوراۃ میں خدا تعالیٰ نے یہودیوں کی حالت کو پیش کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ضرورت بتائی ہے۔ وہی حالت اب مسلمانوں کی ہے۔

اس سے آگے خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے :-

قل یاایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء اللہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صٰدقین۔ کہ اپنے زمانہ کے یہودیوں سے کہہ۔ کہ اگر وہ خدا سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ تو تیرے ساتھ موت کا مباہلہ کریں۔ پھر بطور پیشگوئی فرماتا ہے۔ ولا یتمنونہ ابدا بما قدمت ایدیھم کہ یہ مباہلہ قبول نہ کرینگے۔

چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الآیہ۔ کوئی یہودی میدان میں نہ نکلا آگے ایک اور پیشگوئی فرماتا ہے۔ قل ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملٰقیکم۔ کہ ان سے تو کہدے کہ اسوقت تو یہ مباہلہ کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن ایک وقت ان کے مثیلوں پر آنیوالا ہے۔ کہ وہ تیرے مثیل کے مقابلہ میں مباہلہ منظور کر کے موت کو پالینگے۔ چنانچہ اس وقت بہت سے مولویوں نے حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں مباہلہ منظور کیا۔ اور ہلاک ہو گئے۔ غلام دستگیر قصوری۔ الٰہی بخش اکونٹنٹ لاہور۔ مرزا بابا دوالمیال۔ سعد اللہ لودھیانوی اسمٰعیل علیگڈھی۔ چراغ الدین جمونی وغیرہ۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے علاوہ قرآن کریم کی صداقت کا بھی یہ بڑا بھاری ثبوت ہے۔ اس سے ایک متلاشی حق کو یقین ہو جاتا ہے کہ واقعہ میں قرآن کریم علام الغیوب کی کتاب ہے۔ کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں۔ اب ایک مسلمان یہ کہہ کر اپنا پیچھا چھڑا سکتا تھا کہ مان لیا کہ شخص وعدے اور علامات کے مطابق آگیا ہے۔ ہم اس کا مقابلہ نہیں کرتے۔ اور نہ اسکو برا بھلا کہتے ہیں۔ مگر اس کی دعوت کو قبول کرنا کوئی ضروری نہیں۔ اللہ تعالےٰ ایک عجیب رنگ میں اس سوال کا جواب دیتا ہے کہ :-

یاایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع الآیۃ - اے مدعیان ایمان تم دیکھتے نہیں کہ جمعہ جو ساتویں روز آتا ہے۔ ایک ادنےٰ حیثیت کا موذن جب کھڑا ہو کر حی علے الصلوٰۃ کہتا ہے۔ تو ہم نے اسکی دعوت کی اجابت پر اتنا زور دیا ہے کہ تم کو تمام دنیاوی منافع ترک کر کے مسجد میں حاضر ہونے کی تاکید کی ہے۔ تو کیا وہ داعی الی اللہ جس کی تیرہ ۱۳ سو برس سے انتظار چلی آئی ہے اور آنحضرت نے بھی امت کے تمام اولیاء و اقطاب میں سے خصوصیت کے ساتھ اسپر سلام بھیجا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ دنیا اس موعود کی مخالفت کریگی۔ لیکن خدا تعالےٰ انکے ضرر سے اسکو محفوظ رکھیگا کیا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اتنے عرصے اور انتظار کے بعد آکر تم کو دعوت دے اور تمہارا قبول کرنا کوئی ضروری امر نہ ہو۔ بلکہ بدرجہ اولیٰ ضروری اور لازمی ہے۔ ذالکم خیر لکم۔ تمہاری دین و دنیا کی بہتری اسی میں ہے۔ چونکہ قرآن کریم علیم و حکیم ذات کا کلام ہے۔ اس لئے اس آیت میں اس نے تدبر کرنے والوں کو ایک اور راز کی بات بھی بتائی ہے یعنے اس موعود کی بعثت کا زمانہ اس میں بتایا گیا ہے۔

ایک حدیث میں آنحضرت نے فرمایا ہے۔ عمر الدنیا سبعۃ الاف۔ کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے۔ جمعہ ساتویں روز ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے ان یوما عند ربک کالف سنۃ۔ کہ خدا تعالےٰ کا ایک دن ایک ہزار سال کا ہوتا ہے تو جمعہ کے لفظ سے خدا تعالےٰ نے یہ بتایا کہ جسطرح یہ ساتویں روز آتا ہے۔ اور ایک موذن کی اجابت تم پر فرض کی جاتی ہے۔ اسی طرح وہ موعود نبی ساتویں ہزار میں مبعوث ہو کر تم کو دعوت دیگا۔ اور تمہارا فرض ہو گا کہ تم اسکو قبول کرو۔ گویا خدا تعالےٰ کے نزدیک دنیا کی عمر ایک ہفتہ ہے کیونکہ ہمارا ہزار سال خدا کا ایک دن ہے۔ تو اس کا آخری دن یا آخری ہزار ہمارے جمعہ کے قائم مقام ہے۔ جس میں کہ اس داعی الی اللہ نے جہان کو دعوت دینی ہے۔ چنانچہ اس ساتویں ہزار میں وہ موعود آیا۔ اور اس نے جہان کو نشانات اور دلائل کے ساتھ دعوت دیکر اپنی اور قرآن کریم کی صداقت پر مُہر لگادی۔

**تبلیغ کا حکم** فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ جب نماز سے فارغ ہو چکو۔ تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور اللہ تعالےٰ کا فضل حاصل کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم کو کامیابی حاصل ہو۔

اس آیت میں خدا تعالےٰ نے یہ بتایا ہے کہ جسطرح تم نماز سے فارغ ہو کر تجارت اور دنیاوی منافع حاصل کرتے ہو۔ اسی طرح جو روحانی منافع مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہو کر حاصل کرو۔ زمین میں پھیل کر دوسرے محروموں تک پہنچاؤ۔ اور اسطرح اپنے فیوض کو عام کرو۔ کیونکہ الدال علی الخیر کفاعلہ (نیکی کی ترغیب دینے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نیکی کا کرنے والا) کے مطابق گویا وہ اپنے لئے فضل اللہ تلاش کرتا ہے۔ وابتغوا لھم من فضل اللہ۔ (ان کے لئے اللہ کا فضل تلاش کرو) اسلئے نہیں فرمایا کہ اس میں بیگانگی پائی جاتی ہے۔ تاکہ ہر مبلغ تبلیغ کا کام اپنا فائدہ اور اپنا کام سمجھ کر کرے۔

**کامیابی کا گُر** چونکہ اس کام میں مخالفین کا بھی سامنا ہوتا ہے۔ فرمایا۔ واذکروا اللہ کثیرا کہ یاد الٰہی میں اپنا وقت بہت صرف کرنا۔ دوسری جگہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون (جب تمہارا کسی مخالف گروہ سے مقابلہ ہو۔ تو ثابت قدم ہو کر یاد الٰہی میں لگ جایا کرو۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ پھر تم کامیاب ہو جایا کرو گے

**پیشگوئی** واذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر الرازقین۔ جب دیکھتے ہیں کوئی تجارت یا کھیل تماشہ تجھے کھڑا چھوڑ کر

اس کی طرف بھاگ جاتے ہیں۔ کہدے جو اللہ کے پاس ہے وہ لہو اور تجارت سے بہتر ہے۔ اور اللہ ہی بہتر رازق ہے ٭ آنحضرت صلعم کے زمانے کا یہ واقعہ نقل فرماکر یہ بتایا۔ کہ جیسے مسلمان اس وقت آنحضرت کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے کھڑا چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اسی طرح آنحضرت کی بعثت ثانیہ میں بھی چونکہ تجارت اور لہو ولعب کا بہت زور ہوگا۔ اسلئے مسلمان کہلانے والے مسیح موعود کی آواز سے روگردانی کرلیں گے۔ اور اپنے دنیاوی مشاغل میں لگ جائیں گے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جو منافع مسیح موعود کی اجابت سے اللہ کی طرف سے تم کو ملتے ہیں۔ وہ ان فوائد سے جن میں تم محو ہو۔ بہت بہتر ہیں۔ اگر یہ خیال ہو۔ کہ اس کے ماننے سے دنیاوی نقصان تم کو پہنچے گا۔ اور تم تکلیف اٹھاؤ گے۔ تو (اللہ خیر الرازقین) اللہ رازق ہے۔ وہ تمہارا متکفل ہوگا۔ ہاں ہر ترقی کے لئے ابتداء میں مشکلات کا سامنا ضروری ہے۔ اس لئے ایک اور جگہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ کیا لوگوں نے یہ گمان کرلیا ہے۔ کہ ان کے صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لائے۔ تمام انعامات کا وارث بنا دیا جائیگا۔ اور ان کے ایمان کا امتحان نہ لیا جائیگا۔ پس امتحان میں پڑکر اصلی ایمانی حالت کا انسان کو پتہ لگتا ہے۔ جس کے بعد ہر شخص اپنے ایمان کے مطابق انعامات حاصل کرتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو ان کے ایمان کی وجہ سے دین و دنیا کا بادشاہ بنا دیا گیا۔ اور ابو ہریرہ نے اپنے ایمان کے مطابق فائدہ حاصل کیا۔ خدا تعالےٰ مسلمانوں کو حضرت مرزا صاحب کے ماننے کی توفیق بخشے۔ تا وقت یہ وہ بھی اعلیٰ اعلیٰ مراتب حاصل کریں۔ آمین ٭

## اگر آپ چاہتے ہیں!

کہ آپ کی دعائیں قبول ہوں۔ تو ان طریقوں پر عمل کیجئے جو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے بتلائے ہیں۔ اور بطور نشان صداقت غیر احمدیوں میں تقسیم کیجئے قیمت فی جلد ۱/ ڈاکٹر سو پیسے ۸ سیکڑہ ملنے کا پتہ۔ منیجر احمدیہ بک ڈپو قادیان۔

# قابلِ رحم فرقہ اناث

(از جناب صوفی غلام محمد صاحب بی اے مبلغ احمدیت ماریشس)

میرے اس مضمون کے لکھنے کا باعث ریویو آف ریویوز کا مطالعہ ہے یعنی سال رواں کے ایک نمبر میں انگلش وائیوز (انگریزی بیبیاں) ایک مضمون نکلا ہے۔ جو کہ نائینٹینتھ سنچری (انیسویں صدی) سے کے مضمون "کام کرنے والی عورتیں اور شراب" پر ایک نظر کی گئی ہے۔ اور اسمیں کچھ دردناک حصہ مضمون کا ایسا ہے۔ جو جھوٹی تہذیب کے راز کو طشت از بام کردیتا ہے۔ اور وہ لوگ جو یورپ کی تہذیب پر چند معمولی اور سرسری باتیں کتابوں میں پڑھ بیٹھے ہیں۔ اور عورتوں کی آزادی کے بڑے مدعی اور حامی بنے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ اسلام میں عورت کا درجہ بہت ہی گھٹیا اور ادنیٰ رکھا گیا ہے۔ وہ یہ مضمون پڑھیں اور پھر ان انگریز بیویوں کا مقابلہ مسلمان بیویوں کے ساتھ کریں۔ (مسلمان سے مراد میری احمدی ہیں) پھر ان پر خوب منکشف ہو جائیگا۔ کہ اسلام عورتوں کے لئے سراسر رحمت ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے لئے رحمت اور برکت ہیں۔ اور حضرت احمد مسیح موعود نبی آخر زمان خادم شریعت غراء اسلامیہ کیسا عورتوں کے لئے غم کھانے والا اور ہمدرد ہے افسوس کہ لوگ اسلام کے زرین اصول کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور انپر کاربند اور عامل نہیں ہوتے ٭

ایک سچے احمدی کا گھر بہشت کا نمونہ ہوتا ہے اور ممکن نہیں۔ کہ احمدی خاوند اور بیوی میں دلی محبت نہ ہو۔ پھر بھی غضب کی بات ہے۔ کہ اسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام میں عورت کا درجہ بہت ہی ادنیٰ رکھا گیا ہے۔ سبحان اللہ ھذا بہتان عظیم۔ اسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے۔ کہ جس نے اپنی شریعت کی کتاب میں نیکی کی جزا میں کوئی مرد و عورت میں فرق نہیں کیا۔ چنانچہ فرمایا۔ من یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا (سورہ نساء) جو کوئی نیک کام کرے۔ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایماندار ہو۔ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اور انپر ذرا بھر بھی ظلم نہیں ہوگا ٭

اور پھر اللہ تعالےٰ کیسے اعلیٰ پیرایہ میں مرد اور عورت کا باہمی تعلق بتاتا ہے۔ فرماتا ہے۔ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن۔ (سورہ بقرہ) وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ کیا ہی عجیب حکمت ہے۔ فرمادیا ہے۔ کہ میاں بیوی ہونے کے لحاظ سے تم دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہو۔ عربی زبان میں، زوج ساتھی کو کہتے ہیں۔ اور اس لفظ کا دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ مرد بھی زوج کہلاتا ہے۔ اور بیوی بھی زوج کہلاتی ہے۔ اور پھر بیویوں کی غرض بھی قرآن نے کھول کر بیان کردی۔ فرمایا نساکم حرث لکم (سورہ بقرہ) تمہاری بیویاں کھیت ہیں تمہارے لئے۔ اس میں یہ بھی اشارہ کردیا۔ کہ اپنی بیویوں کے سوا دوسری جگہ کسی قسم کا تعلق نہ پیدا کرو ٭

اور پھر باہمی حقوق بھی قائم کردیئے۔ فرمایا۔ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ۔ (بقرہ) اور مردوں پر عورتوں کے حق ہیں۔ جیسا کہ عورتوں پر مردوں کے حق ہیں۔ اور مردوں کے لئے ان پر ایک درجہ ہے اسمیں اللہ تعالےٰ نے مرد اور عورت کے حقوق قریباً مساوی رکھے ہیں۔ مگر مرد کو پریزیڈنٹ کی حیثیت میں پیش کیا ہے اور عورت کو اسکا سکرٹری بنایا ہے۔ اس ترجیح کی وجہ قرآن میں دوسری جگہ موجود ہے۔ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم فالصلحت قانتت حافظات للغیب بما حفظ اللہ۔ مرد عورتوں پر محافظ اور ان کے قیام کا باعث ہیں۔ عورتوں کے قیام کو مردوں کے ساتھ وابستہ کردیا ہے۔ کیونکہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر بزرگی اور فضیلت دی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ وہ اپنے مال سے عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔ پس نیکبخت عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں۔ اور خاوندوں کی غیر حاضری میں پیچھے گھر کی عصمت وغیرہ کی حفاظت کرتی ہیں۔ سو ایک انسان اسلام کے احکام پر عمل کرنے والا کبھی بیوی سے بدسلوکی کا معاملہ نہیں کرسکتا۔ بلکہ خاص طور پر اسلام نے تاکید کی ہے۔

کہ عورتوں کے ساتھ ہمیشہ نیکی کرو۔ فرمایا۔ وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسے ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً (نساء) اور عورتوں کے ساتھ نیک معاشرت کرو۔ اور اگر تم کو وہ بُری بھی لگتی ہیں۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک چیز تم کو بُری لگے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اس میں بہت ہی خوبی رکھی ہو۔ حضرت نبی کریم رحمت للعٰلمین وصال کے وقت یہی نصیحت اپنی امت کو کر گئے ہیں۔ واستوصوا بالنساء خیراً۔ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا۔ خیرکم خیرکم لاھلہ تم میں سب سے اچھا وہ ہے۔ جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہے۔

اب میں وہ مضمون ناظرین کرام کے لئے ترجمہ کر کے ہدیہ کرتا ہوں۔ تاکہ اسباب سے واقف ہو جاویں۔ کہ ہمارے نوجوان دلدادگان تہذیب جو کہ مرد و عورت میں مساوات حقوق قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے ماخذ کو دیکھیں۔ کہ وہاں نئی تہذیب کے موجد اس کس مپرس نازک اندام قابل رحم فرقہ اناث پر کیا ظلم ڈھا رہے ہیں۔ اور ان بے چاری مظلوم عورتوں پر یہ مظالم ام الخبائث کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ جو کہ نئی تہذیب میں عنفوانِ تہذیب کے اظہار کا پہلا زینہ ہے۔ عاشقانِ تہذیب اس ام الخبائث کے خبث سے کم ہی بچتے ہیں۔ بنکہ ودرنکھہ رحمتیں۔ درود اور برکتیں اس نبی پر جس نے اس کے ایک قطرہ کو بھی حرام ٹھہرا دیا۔

جنوری ۱۹۲۶ء کے پرچہ میں ریویو آف ریویوز رقمطراز ہے۔ کہ

"انیسویں صدی کی زبردست مضمون کام کرنے والی عورتیں اور شراب" کو لوگ توجہ سے پڑھیں۔ جو کہ آنہ مارٹن نے لکھا ہے۔ مضمون نگار نے ایسے واقعات کا اسمیں خاکہ کھینچا ہے۔ جو کہ متمول شریف خاندانوں میں شاذ و نادر طور پر شاید ہوں۔ ایک مخمور خاوند کی بیوی کو ہمیشہ ایک ناممکن البرداشت کام کا سامنا رہتا ہے۔ صفائی رکھنا بھی اس کے لئے امر محال ہے۔ صفائی بھی ایک زیر بار کرنے والا خرچ ہے۔ صرف صابون اور سوڈے پر ہی معقول رقم خرچ نہیں ہوتی۔ بلکہ آزار و حشرات الارض کی تباہی کے لئے بھی خرچ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور عورتوں سے یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ لوہے کی بنی ہوئی ہوں۔ باوجود فاقہ کشی۔ سردی جھیلنے اور بے خوابی کے وہ اس قابل ہوں۔ کہ وہ گند اور بے ترتیبی کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی عصبی طاقت اپنے اندر رکھتی ہوں۔ اور اخلاقی طور پر بمب پروف ہوں۔ یعنی بداخلاقیوں کے سبب بھی ان پر پڑیں۔ اور وہ ان کو برداشت کر جاویں۔ اور فرائض کے اعلےٰ درجات کو سرانجام دینے والی ہوں۔ اور بدترین حالات میں بھی ڈسپلن کو قائم رکھیں۔ ایسا مطالبہ دنیا بھر میں کسی متنفس سے نہیں کیا جاتا۔ مگر یہ مطالبہ ہم سے کیا جاتا ہے۔ جن کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا جاتا۔ اور "مغرب کے خوش و خرم گھر" کہہ کر جذبات انسانیہ کو اُبھارنا آسان ہے۔ مگر امر واقعہ وہی کا وہی ہے۔ ہر سال پانچ ہزار سے زیادہ سمری جیورس ڈکشن عدالتوں میں طلاق نامے منظور کئے جاتے ہیں۔ اور اکثر حالتوں میں ان میں بڑا باعث خاوند کا اپنی بیوی سے جسمانی بدسلوکی اور ایذا رسانی ہوتی ہے۔ اور لوگ خوب جانتے ہیں کہ مجسٹریٹ کے سامنے ایذا جسمانی والے مقدمات بہت ہی کم آتے ہیں۔ بہت سے ہیں۔ جو عدالت تک پہنچ نہیں سکتے۔ وہ بہادری جس کے ساتھ کفایت شعار چھوٹی عورتیں ہر رات دو یا تین کمروں میں مخمور دیوانے ساتھی کے ساتھ محبوس ہونے کے امکان کا مقابلہ کرتی ہیں۔ تعجب انگیز ہے۔

مضمون چند عملی تجاویز کے ساتھ ختم ہوتا ہے۔ کہ قانوناً خاوند کو کنبہ کی امداد کے لئے اپنی کمائی میں سے ایک خاص رقم دینے کے لئے مجبور کیا جاوے۔ بجائے اس کے کہ اسی کی رائے پر چھوڑ دیا جاوے۔ جیسا کہ اب ہو رہا ہے"

یہ اس مضمون کا ترجمہ ہے۔ مگر جو اصل کے پڑھنے سے مجھ پر اثر ہوا۔ اسکو میں الفاظ میں ادا نہیں کر سکا۔ افسوس تو یہ ہے کہ اصل علاج کی طرف توجہ نہیں دلائی گئی۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ جناب ایڈیٹر صاحب اور خود مضمون نگار گورنمنٹ کے آگے یہ تجویز پیش کرتا۔ کہ شراب کو بالکل قانوناً ممنوع کیا جاوے۔ اور شراب کی ساری دکانیں بند کر دیجاویں یہ جیسا کہ ہمارے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تمام گناہوں اور گندوں کی جڑ ہے۔ چاہیئے روس کے اس عمدہ نمونہ کی پیروی دوسری طاقتیں بھی کریں۔ اور دنیا کو شراب سے یکدم پاک کر دیا جاوے۔ اے اللہ! تو وہ دن جلدی لا۔ کہ تمام روئے زمین کی حکومتیں شراب کو بالکل حرام کر دیں۔ اور اس کے بنانے اور بیچنے کو جرم قرار دیدیں۔ اور اس قانون کو توڑنے والے کو سنگین سزائیں دی جاویں۔ فروری کے ریویو آف ریویوز میں بہت ٹھیک لکھا ہے۔ کہ شراب بنانے میں قوم کی محنت اور روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اور اس کے خرچ میں قوم کا روپیہ اور صحت برباد ہوتی ہے۔

ہماری گورنمنٹ عالیہ کو چاہیئے۔ کہ اس بلائے عظیم کو دنیا سے یکدم موقوف کر دے۔ اے خدا۔ تو ہماری گورنمنٹ عالیہ کو میدانِ جنگ میں عظیم الشان اور فیصلہ کن فتح دے۔ اور اس کے دل میں یہ ڈال دے۔ کہ وہ شراب کو بالکل ملک سے نکالدے۔ اور اپنے تمام مقبوضات میں اسکا بیچنا اور بنانا منع کر دے۔ انک علےٰ ما تشاء قدیر و باجابۃ الدعا جدیر۔

---

# انوارِ خلافت

اس نام سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی وہ معرکۃ الآراء تقریریں جو حضور نے سالانہ جلسہ ۱۹۱۵ء پر فرمائی تھیں۔ چھپ کر تیار ہو گئی ہیں۔ احباب منگوا کر بہرہ اندوز ہوں۔ کتاب ۲۰×۲۶ کے ۱۸۴ صفحات پر ختم ہوئی ہے۔ لکھائی چھپائی کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور باوجود کاغذ کے سخت گراں ہونے کے بہت عمدہ لگایا گیا ہے۔

**قیمت دس آنے (۱۰؍)**

ملنے کا پتہ:۔

**مینیجر اخبار الفضل قادیان۔ (گورداسپور)**

# طلباء کے والدین اور سرپرستوں کو اطلاع

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے ایک چٹھی کے ذریعہ جناب ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان نے اطلاع کی ہے کہ میں اخباروں میں اس قسم کا اعلان کردوں کہ بورڈنگ کے طلباء کا تمام روپیہ جو خرچ خوراک طلباء کے لئے آتا ہے وہ میرے نام (یعنی محاسب صدر انجمن احمدیہ کے پتہ سے آنا چاہیئے) کیونکہ ہیڈ ماسٹر صاحب یا دیگر احباب جن کے نام روپیہ آتا ہے۔ ان کو اِدھر اُدھر تقسیم کرنے میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اسواسطے تمام ایسے احباب کی خدمت میں جو طلباء کا خرچ خوراک ارسال کرتے ہیں۔ میں اطلاع دیتا ہوں کہ وہ روپیہ میرے نام ارسال کیا کریں۔ اور کوپن پر اسبات کی تشریح کریں کہ یہ روپیہ فلاں طالب علم کے نام درج کیا جائے۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب بورڈنگ ہوس کے نام بھی روپیہ نہیں بھیجنا چاہیئے۔ اور نہ ہی کسی خاص شخص کے نام بھیجا جاوے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب یا سپرنٹنڈنٹ کے نام روپیہ ارسال کرنے میں یہ تکلیف ہوتی ہے کہ ان کے کاروبار میں بہت ہرج واقعہ ہوتا ہے۔ پس سب روپیہ بورڈران کا میرے نام بھیجا جاوے۔ اور کوپن پر تشریح کردی جائے۔ تاکہ روپیہ امانت میں نہ پڑا رہے۔ کیونکہ کوئی رقم خزانہ میں بغیر تفصیل کے داخل نہیں ہو سکتی ہے۔

خلیفہ رشید الدین۔ محاسب صدر انجمن احمدیہ

## فہرست کتب موجودہ دفتر اخبار الفضل

کلام محمود ۴؍ ۔ مباحثہ شملہ ۳؍ ۔ خطبات نور حصہ اول و دوم ۴؍ ۔ ضرورت نبی ۱؍ ۔ اسلام بذریعہ شمشیر پھیلا یا بذریعہ تبلیغ ۲؍ ۔ پیغام مسیح ۱؍ نوٹ درس قرآن کریم۔ چار روپے (للعہ)

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر الفضل قادیان

# جنگ کی خبریں

## معرکہ وردون

لنڈن ۲۵ اکتوبر۔ پیرس سے ایک نیم سرکاری بیان جو یہاں شائع کیا گیا ہے۔ مظہر ہے کہ خط تصادم وردون کو چیرنا ایک اہم ترین کارنامہ ہے۔ فرانسیسی سپاہ نے اسی استقلال و جوانمردی کا ثبوت دیا۔ جو کہ سابقہ اہم معرکۃ الآرا لڑائیوں میں انکی نمایاں خصوصیت رہی ہے۔ اور غنیم کی ناقابل مزاحمت پیشقدمی کو مغلوب کر لیا۔ ہمارا خط تصادم قلعہ فاکس کے اردگرد قائم ہے۔ اور چونکہ مرکز توازن سابقہ پانچ ماہ کی حالت کی طرح پھر قائم ہو گیا ہے۔ اسلئے موجودہ کامیابی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اور اس سے ولیعہد جرمن کی مغرورانہ اصرار کی وجہ سے ان بے شمار قربانیوں کی لغویت اور بطالت کا پتہ چلتا ہے۔ جن سے کہ ولیعہد نے جرمنی کا صفایا کر دیا ہے۔ غنیم کی ۲۳ ماہ رواں کی سرکاری مراسلت میں دریائے میوز کے مشرق کی جانب ہماری شدید آتشباری کے ذکر کے بعد مذکور تھا کہ ہمارے توپخانہ نے پیدل سپاہ کی حملہ آور ہونے کی تمام کوششوں کو پائمال کر دیا۔ اور یہی عام صوبہ ہے کہ جس سے جرمن اپنی فاتحانہ مدافعانہ کارسوائی کی شان و شوکت کا سکہ بٹھانے کے لئے ایک حملہ کی ابتداء کی اختراع کرتے ہیں۔ خیر گذشتہ روز کی فتح ایسی تمام بطالت آرائیوں کا جواب ہے ٭

## غنیم کی مورچہ بندیوں پر حملہ

لنڈن ۲۶ اکتوبر۔ جنرل ہیگ کی آج سہپہر کی مراسلت مظہر ہے کہ رات کے او کورٹ البی و لیسن میوفس کے درمیان اور مشغ دوہدہ شو این کے درمیان شدید گولہ باری کی۔ قریب موینچی و شمال مشرق آرس میں غنیم کی مورچہ بندیوں پر کامیاب حملہ کیا گیا۔ جس سے کہ زبردست نقصان ہوا۔ قیدیوں کی گرفتاری عمل میں آئی ٭

## فرانسیسی کامیابی

لنڈن ۲۶ اکتوبر۔ سالونیکا کی سرکاری فرانسیسی مراسلت مظہر ہے۔ کہ ہمارے رسالے نے پیدل سپاہ کی مدد سے پل زیدی اور جنوب پرسپا کے جنوب مغرب میں دیہات گولو برواو میکیا پر قبضہ کر لیا ٭

لنڈن ۲۶ اکتوبر۔ ایک سروی مراسلت مظہر ہے کہ ہم نے دریائے سرنا کے دہنے کنارے کی بلندیوں پر قبضہ کر لیا۔ اور ۴۰۰ قیدی گرفتار کئے

## رومانوی محاذ

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ ایک روسی سرکاری مراسلت مظہر ہے کہ دوبرجا میں غنیم کا دباؤ کم ہو گیا ہے۔ اور شمال مشرقی محاذ پر رومانوی سپاہ غنیم کے دباؤ کو مسدود کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔

ہم نے کوہ قفقاز میں شدید لڑائی کے بعد برجار پر جو ہمدان کے شمال مغرب کی جانب واقع ہے۔ قبضہ کر لیا ہے ٭

## کونسٹنزا کا آخری نظارہ

لنڈن ۲۶ اکتوبر۔ اڈیسہ میں روسی رومانوی قبضہ کونسٹنزا کے آخری ایام کے متعلق جو اطلاع مسافروں سے موصول ہوئی ہے مظہر ہے کہ پندرہ ہوائی جہازوں نے ایک دن شہر پر بم کے گولے پھینکے۔ اور صلیب احمر میں ۱۵ مجروحین مقتول ہوئے۔ باوجود گولہ باری کے حکام نے ذخائر کو بذریعہ ریلوے سڑک اور جہاز روانہ کر دیا۔ اور باقیماندہ ذخائر کو آگ لگا دی۔ ایک روسی بیڑے نے شہر پر غنیم کی پیشقدمی کو روکنے میں پسپا ہوتی ہوئی سپاہ کی مدد کی۔ سپاہ باقاعدہ حالت میں پسپا ہوئی۔ اور روسی بیڑہ عین اس وقت روانہ ہوا جبکہ بندر سے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ برطانوی۔ فرانسیسی اور روسی قونصل یہاں پہنچ گئے ہیں۔ وہ آخری روانگی والے اصحاب میں سے ہیں۔ اور جبکہ غنیم خط تصادم پر گولہ باری کر رہا تھا۔ تو آخری گاڑی ندوو کے لئے روانہ ہوئی ٭

بندر پر متواتر گولہ باری کے باوجود روسی جہازرانوں نے بڑی شجاعت کا ثبوت دیا۔ اور تمام ذخائر کو آگ لگا دی۔ پناہ گزین بیان کرتے ہیں کہ غنیم کے ہوائی جہازوں نے شہر اعلانات پھینکے۔ جنمیں رومانیوں سے خوفزدہ ہونے کے لئے درخواست کی گئی۔ بدیں وجہ کہ حملہ آور دوست تھے۔

لنڈن ۲۶ اکتوبر۔ روما کا ایک تار کا پیام غیر مصدقہ مظہر ہے کہ رومانیوں نے تدنووہ کے پل ڈینوب کو اڑا دیا ہو

## جہازوں کی غرقابی

لنڈن ۲۶ اکتوبر۔ مندرجہ ذیل جہاز غرق کر دئے گئے ہیں:۔

برطانوی :۔ سڈ موتھ۔ ناروے :۔ ڈنیس ہانی۔ سولا ڈاگ ہالینڈ :۔ ایلب۔ بلجیم۔ کوسٹیسی ڈی۔ فلینڈری